

قائد اعظم جسٹس منیر اور سیکولرازم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مغل

شاید ہے کہ جسٹس منیر صاحب کی کتاب فرام جناح ڈونیا پر پابندی لگ گئی ہے یا لگنے والی ہے۔ میں اس کوشش میں تھا کہ تنوروپے قیمت کی اس مختصر سی کتاب کو کسی طرح حاصل کر کے پڑھوں، اور اس پر کچھ لکھوں۔ مگر اب اس کا موقع نہیں رہا۔ تاہم مجھے اندازہ ہے کہ اس کتاب میں کیا لکھا ہوگا جسٹس منیر سرزمین پاکستان میں سیکولرازم کے سرپرست اعظم ہیں۔ حال ہی میں نفاذ اسلام کے سلسلے میں انتخابی اور غیر انتخابی طرز سیاست پر فکری الجھنوں کا جو غبار اٹھا ہے غالباً اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے جسٹس صاحب نے ایک بار پھر سیکولرازم کا لوہا منوانے کی کوشش کی ہے۔ میں اپنے تصور کے مطابق یہ سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا نام "جسٹس منیر جسٹس منیر تک" ہونا چاہیے۔ یا "منیر رپورٹ سے منیر رپورٹ تک" یعنی وہ ایک ہی خیالات ہیں جو اضطراراً پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی کارروائیوں سے لے کر بعد کے اخباری مضامین اور حالیہ کتاب تک دوہرائے گئے ہیں۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ جسٹس منیر قائد اعظم جیسی ہستی کو کھینچ کر جب اپنے ساتھ کھڑا کرنے کی سعی بے جا کرتے ہیں تو وہ ایک ملک کے موکس اور ایک قوم کے بلند مرتبہ لیڈر کی توہین کے جی مرتکب ہوتے ہیں۔ تحقیقاتی عدالت میں جب پہلے پہل انہوں نے قائد اعظم کے ساتھ یہ زیادتی روا رکھی تو اس کا مختصر مگر مدلل ناقذانہ جواب مولینا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنے ایک عدالتی بیان ہی میں دیا۔ ان دنوں جب کہ قائد اعظم کی یاد تازہ کی جا رہی ہے۔ مولینا کی اس تاریخی تجزیہ کو پیش کیا جاتا ہے۔

یوں تو جنس منیر صاحب نے متعدد ضمنی بحثیں اور بھی چھیڑی ہیں جو سیکورازم ہی کے شاخسانے ہیں۔ سیکورازم دراصل ہے ہی اباحت کے دروازے کھولنے کا ذریعہ۔ سو اس زاویہ نظر کے ساتھ جب کوئی شخص اظہار خیالی کرے گا تو قدرتی طور پر کئی سوال پیدا ہوں۔ مگر اس کا موقع نہیں کہ تفصیلی بحثیں اس موقع پر چھیڑی جائیں۔ یہ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی معذور کی تحریر کے ساتھ کسی اور چیز کا پیوند لگایا جائے۔ (نئے حصے)

میں اس غلط فہمی کو صاف کر دینا چاہتا ہوں جو قائد اعظم مرحوم کی اس تقریر سے پیدا ہوئی ہے۔ جو انہوں نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی مجلس دستور ساز میں کی تھی میرے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(الف) ان کے مرتبے کے انسان سے ہم یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ پاکستان کے قیام سے پہلے دس سال تک جن اصولوں کو بنیاد بنا کر لڑتے رہے تھے ان سے وہ پاکستان قائم ہوتے ہی یک لخت پلٹ گئے ہوں گے اور اپنی اصولوں کے قائل ہو گئے ہوں گے جن کے خلاف انہوں نے اپنی ساری قوم کو ساتھ لے کر جنگ کی تھی۔ نیز ہم یہ گمان بھی نہیں کر سکتے کہ وہ قیام پاکستان کے پہلے ہی دن ان تمام دعووں سے پھر گئے ہوں گے جو انہوں نے بار بار صاف اور صریح الفاظ میں اپنی قوم سے کئے تھے اور جن کے استناد ہی پر قوم ان کو اپنا لیڈر مان کر اپنی جان و مال ان کے اشاروں پر قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوئی تھی۔ پھر ہمارے لئے یہ ماننا بھی ممکن نہیں ہے کہ قائد اعظم ایسی متضاد باتیں کر سکتے تھے کہ ۱۱ اگست کو ایک اعلان کریں اور پھر اس کے بعد بار بار اس کے باطل خلاف باتوں کا مسلمان سپیکر کو یقین دلاتے رہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک ان کی مذکورہ بالا تقریر کو ان کے اگلے اور پچھلے ارشادات کی روشنی میں سمجھنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم اس کا کوئی ایسا مفہوم لیں جو ان کی تمام باتوں کے خلاف پڑتا ہے جو انہوں نے اس سے پہلے فرمائیں اور اس کے بعد بھی فرماتے رہے۔

(ب) سب کو معلوم ہے کہ قائد اعظم کی کانگریس سے لڑائی تھی ہی دو قومی نظریے کی بنیاد پر ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء تک۔ ان کا مستقل نظریہ یہ تھا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور وہ غیر مسلموں کے ساتھ مل کر ایک متحدہ وطن، قومیت نہیں بنا سکتے۔ اس کے متعلق ان کی بہت سی تحریروں اور تقریروں میں سے صرف ایک

تحریر کا تیناس میں یہاں نقل کروں گا جو ستمبر ۱۹۴۳ء میں گاندھی جی کے سامنے اپنی خط و کتابت کے سلسلے میں لکھی تھی۔

”ہم اس کے قائل ہیں اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمان اور ہندو دو بڑی تو ہیں جو ”قوم“ کی ہر تعریف اور معیار پر پوری اترتی ہیں۔ ہم دس کدڑی کی ایک قوم ہیں۔ مزید برآں ہم ایک ایسی قوم ہیں جو ایک مخصوص اور ممتاز تہذیب و تمدن، زبان و ادب، آرٹ اور فن تعمیر، احوال و اقار و تناسب قانونی احکام و اخلاق و شواہد، رسم و رواج اور تقویم (کیلنڈر) تاریخ اور روایات، رجحانات اور عزائم کی مالک ہے۔ خلاصہً بحث یہ ہے کہ زندگی اور اس کے تعلقات کے بارے میں ہمارا اپنا ایک امتیازی زاویہ نگاہ ہے اور قانون بین الاقوامی کی ہر ذرہ کے لحاظ سے ہم ایک قوم ہیں۔“

(مشرخاچ کی تقریریں اور تحریریں مرتبہ جمیل الدین احمد ص ۱۸۱-۱۸۲)

اب کیا ہم یہ باور کر لیں کہ اگر گنت کر کے لگتے تو تمام خصوصیتیں مرط گئیں جو مسلمانوں کو غیر مسلموں سے جدا کر کے ایک الگ قوم بناتی تھیں اور کیا ایک ایک نئی قومیت کے اسباب فراہم ہو گئے جس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا جذب ہونا ممکن ہو گیا؟ اگر ہم اس بات کو مان لیں تو قائد اعظم مرحوم کو اس الزام سے نہیں بچایا جاسکتا کہ وہ ایک با اصول آدمی نہ تھے۔ بلکہ محض سیاسی مصلحتوں کی خاطر اصول بناتے اور بدلتے تھے۔ مرحوم کی وفات کے پانچ سال بعد ان کی روح کو ایسے الزامات کا ٹخہ پیش کرنے کے لئے میں تو کسی طرح تیار نہیں ہو سکتا۔ جو بڑے شمار شہادتیں اس امر کی موجود ہیں کہ پاکستان کے قیام سے پہلے بھی قائد اعظم مرحوم مسلمانوں سے ایک اسلامی ریاست کا وعدہ کرتے رہے تھے اور اس کے بعد بھی وہ اس وعدہ کو دہراتے رہے۔ پہلے کے وعدوں میں صرف چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ ۲۱ نومبر ۱۹۴۷ء کو فریڈرک مسلم لیگ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: ”مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں جہاں وہ خود اپنے منالطہ حیات اپنے تہذیبی ارتقار اپنی روایات اور اسلامی قانون کے مطابق حکمرانی کر سکیں۔ (حوالہ مذکور صفحہ ۴۳۷)

۱۰۔ قائد اعظم مرحوم اور خان یباقت علی خان مرحوم کی تحریروں سے اقتباسات عدالت میں پیش کردہ بیان انگریزی میں تھے۔ یہاں اشاعت کی سہولت کے لئے ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

پھر اسی کا انفرنس میں انہوں نے ۲۴ نومبر کو تقریر کرتے ہوئے اس خیال کا اظہار فرمایا۔

”ہمارے دین، ہماری تہذیب اور ہمت۔ اسلامی صورت و اصل عاقبت میں جو ہیں آزادی حاصل کرنے کے لئے متحرک کرتے ہیں“ (حوالہ مذکور صفحہ ۲۲۲)

پھر اسی زمانہ میں اسلام آباد کے پشاور کے جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

”ایک ہندوستان کے ان حصوں میں آزادی یافتہوں کے قیام کی علیحدہ داری ہے جہاں مسلمانوں کے اکثریت ہے تاکہ وہ وہاں اسلامی قانون کے مطابق حکومت کر سکیں“ (حوالہ مذکور صفحہ ۲۲۲)

۱۱۔ اگست دانی تقریر سے صرف ایک مہینہ بارہ دن پہلے ۲۹۔۳۰ جون ۱۹۴۷ء کو مرحوم نے سرحد

کے حالات پر ایک بیان دینے ہوئے لکھا۔

”مگر خان بلوچان نے اپنے بیانات میں اور اخباری ملاحظوں میں ایک اور زہر آلود شور برپا

کیا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی شریعت کے بنیادی اصولوں اور قرآنی قوانین سے

انحراف کریگی۔ یہ بات بھی قطعی طور پر غلط ہے۔“ (ڈان ۳۰ جون ۱۹۴۷ء)

دوسری طرف ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد جو ارسادات قائد اعظم کی زبان سے سنئے گئے اور ان کے

معتبر ترین رفیقوں نے ان کی جو ترجمانی بار بار خود ان کی زندگی میں کی اور جس کی کوئی تردید ان کی جانب

سے نہ ہوئی اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

”پشاور ۱۴ جنوری۔ پاکستان کے وزیر اعظم شریعت علی خان نے اتحاد ایک جہتی کے لئے سرحد

کے لوگوں سے اپیل کرتے ہوئے قائد اعظم کے ان اعلانات کا پھر اعادہ کیا کہ پاکستان ایک مکمل

اسلامی ریاست ہوگا۔۔۔۔۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان ہماری ایک توجہ گاہ ہوگا اور ہم دنیا

کو دکھائیں گے کہ تیرہ سو برس پرانے اسلامی اصول ابھی تک کارآمد ہیں“ (پاکستان ٹائمز ۱۴ جنوری ۱۹۴۷ء)

”کراچی ۲۶ جنوری قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے ایک اعزازی دعوت میں جو

انہیں کراچی بار ایبوسی ایشن کی طرف سے گذشتہ شام دی گئی) تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”میرے

لئے وہ گروہ بالکل ناقابل فہم ہے جو خواہ مخواہ شرارت پیدا کرنا چاہتا ہے اور یہ پراپیگنڈہ

کر رہا ہے کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنے گا۔“ (پاکستان ٹائمز ۲۶ جنوری ۱۹۴۷ء)

”راولپنڈی ۵ اپریل۔ شریعت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے آج راولپنڈی میں اعلان کیا

کہ پاکستان کا آئندہ دستور قرآن مجید کے احکام پر مبنی ہو گا۔ انہوں نے فرمایا کہ قائد اعظم اور ان کے رفقاء کی یہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کا نشوونما ایک ایسی منبسط اور مثالی اسلامی ریاست کی حیثیت سے ہو جو اپنے باشندوں کو عدل و انصاف کی ضمانت سے سکے۔ (پاکستان ٹائمز، ۱۹۴۷ء)

انصاف اور صریح بیانات کی موجودگی میں قائد اعظم کی ۱۱- اگست ۱۹۴۷ء تقریر کا ایک ایسا مفہوم نکالنا جو ان کے تمام اگلے پچھلے ارشادات کے خلاف ہو مرحوم کی یاد کے ساتھ انصاف نہیں ہے۔

(یعنی تذکرہ انبیاء)

زندگی کے خزانے اگلا شروع کر دیتی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کا رمانہ بہتی کو چلانے والا خدا انسان کے مہمان کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز ہے تحقیقت میں وہ عقل کا اندھا ہے۔ اس کے سر کی آنکھیں جن ظاہری مناظر کو دیکھتی ہیں، اس کی عقل کی آنکھیں ان کے اندر نظر آنے والے روشن حقائق کو نہیں دیکھتی۔

(باقی)